بسم اللہ الرحمن الرحیم

جرعات

ہمارے اس ملک پاکستان میں معاشرہ کا بگاڑ جس تیزی سے ترقی کر رہا ہے اس سے ہر حساس مسلمان پریشان ہے۔ مگر اس مرض کے علاج کی طرف نہ تو پوری توجہ دی جا رہی ہے اور نہ اس کے لیے کوئی موثر عملی اقدام کیا جا رہا ہے۔

بلاشبہ اس کا علاج صرف قرآن حکیم اور حدیثِ پاک کی تعلیم کے عام کر دینے میں ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے علوم و معارف کا گنجینہ یہیں ہے۔ ان ہی کے رائج و نافذ رہنے سے ہم تک صحیح اسلام پہنچا ہے۔ ان ہی کے تعلیم و تعلم پر بنیاد تھی ہمارے اس مبارک دور کی ــــ خلافت راشدہ کے دور ــــ جسے بجا طور پر عہد زریں قرار دیا جاتا ہے اور پھر یہ جو اخلاق فاضلہ کا تھوڑا بہت حصہ یا ان کا احساس نظر آ رہا ہے۔ وہ ماضی قریب میں علمائے کرام کی ایسی ہی مساعی اور ایثار و قربانیوں کی بدولت ہے جو ان بندگانِ حق نے درس و تدریس علوم قرآن و حدیث و فقہ اسلامی کو فروغ دینے کے لیے فرمائیں۔ اور ہر طرح کے نامساعد حالات کے باوجود ان کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ ورنہ سر سید احمد خاں علی گڑھی اور اس کے فرقے کے ذریعہ انگریز نے جس تعلیمی نظام کو اس برصغیر میں رائج کیا تھا۔ اس نے "فطرت"، "نیچر"، "تحفظ حقوق"، "حقوق نسواں"، "ترقی" وغیرہ دل فریب نظر عنوانوں سے محمدی اسلام کو یہاں سے رخصت کرنے میں کیا کیا جتن نہیں کئے۔

یہ بات اب کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ جس چیز کو تعلیم جدید کہا جاتا ہے اس کا مطمح نظر پیٹ کی ضرورت کو ہر صورت مقدم رکھنا، معاشی مشکلات کو حل کرنا، اور صرف مادی ترقی کا حصول ہوتا ہے اس کی ساری مشینری اسی محور کے گرد گھومتی ہے۔ ہائی اسکولوں، کالجوں، دفتروں، عدالتوں میں یہی فضا ہے اس کے طلباء، مدرسین اور اساتذہ میں اسی قسم کے چرچے رہتے ہیں۔

اور مستثنیات سے معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ ــــ اس کھیپ کی بہت بڑی اکثریت تنخواہ ترقی، گریڈ، سروس، امتحانات، ڈگریوں اور عہدوں کے چکر میں پھنسی رہتی ہے اور بس دھن دولت کی ہوتی ہیں

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے　　عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

غلط فہمی نہ ہو، جہاں تک "تعلیم جدید" کے کچھ اسباب معیشت ہونے کا تعلق ہے دوسری صنعتوں کی طرح اس سے انکار نہیں۔ لیکن کیا اسے "علم" کا مقدس نام بھی دیا جا سکتا ہے ۔ یہی محل نظر ہے! ہمارے نزدیک اور جو کچھ بھی ہو، یہ وہ "علم" ہرگز نہیں جو ایک مسلم کا طرۂ امتیاز اور اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے ـــ!

آپ تک انبیاء کی تہذیب۔ صلحاء کے اخلاق، خدا ترس اور رعایا پرور سلاطین کی تاریخ، اور دور اوّل کی قانونی دستاویزوں کو پہنچانے والے اور اسلامی علوم کے حامل "ملا" کو ملاحیاں سنا کر حقائق نہیں بدلے جا سکتے۔ خدارا بتایا جائے کہ گذشتہ پون صدی کی "جدید تعلیم" سے بحیثیت مجموعی اسلام کو کیا فائدہ پہنچا! اخلاق میں کیا رفعت پیدا ہوئی؟ اس برصغیر میں مسلمانوں کی تکالیف کم ہوئیں یا زیادہ؟ مسلمانوں کو تفرقہ بازی کے جہنم میں کس نے جھونک رکھا ہے اس نوزائیدہ ملک کو طوائف الملوکی میں مبتلا کرنے والے کون لوگ ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے "تو کلرک بنانے والی" اس "جدید تعلیم" کے نتائج سب سامنے ہیں ـــ! ہوس اقتدار کی حکمرانی، دولت کی بھوک کی فراوانی، مادی ترقی میں مسابقت، امور اخرویہ کی مخالفت۔ ذلك مبلغهم من العلم!

بخلاف اس کے "قرآن و حدیث" کے تعلیم و تعلم کی اولین غرض حق تعالیٰ کی معرفت کا حصول۔ اس کی عبادات کے طریقوں کا علم، اس کی رضا و عدم رضا کے اسباب سے واقفیت، انبیاء و صلحاء کے طرز زندگی کی پہچان، ملکات فاضلہ میں رسوخ پیدا کرنا۔ مسئلہ جزا و سزا اور اخروی فلاح و بہبود کو اپنے اعمال میں اولین اہمیت دینا۔ اور حقوق العباد کی نگہداشت ہوتا ہے۔ پھر علوم اسلامیہ کی نگہداشت کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچانا اسلام کے داخلی فتنوں اور خارجی حملوں کی مدافعت۔ اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی مقتضیات سے ہے ـــ!

ان ہی امور پر مشتمل علم کو قرآن مجید نے "تفقہ فی الدین" قرار دیا ہے اور ہر علاقے، خاندان شہر اور گاؤں کے مسلمانوں پر بحیثیت مجموعی فرض گردانا ہے کہ ان میں ایک جماعت اس کے لئے وقف رہے۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (۹ : ۱۲۲)

اس آیت کریمہ کا تقاضا یہ ہے کہ پاکستان کے ہر گاؤں، ہر شہر، ہر شہر کے ہر محلہ، ہر بڑے خاندان کاروبار کے ہر طبقہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کے سیکھنے سکھانے کا اہتمام کریں۔ زیادہ نہیں صرف ۲۵ سال ہی حق تعالیٰ کے فرمودہ اس اصلاحی پروگرام پر یک سوئی سے عمل پیرا ہو کر دیکھیں۔ کس طرح معاشرہ اصلاح پذیر ہوتا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ زمانے سے مطابقت اور دنیا طلبی میں مسابقت کا جذبہ اس قدر غالب ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں صحیح طریقے سے سوچنا ہی ترک کر رکھا ہے۔ ملک کا کھاتا پیتا اور ذہین طبقہ جذبات نفس کی تسکین کے لئے اسی رو میں بہہ رہا ہے جس کا مزہ وہ چکھ رہا ہے۔ وہ جدید تعلیم ہی کی طرف لپکتے اور اسی پر اپنی توانائیاں صرف کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور سرمایہ داری و جاگیرداری کے نشے میں اس پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرماتے۔

آزمودہ را آزمودن جہل است

دعا ہے، اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ صحیح طور پر سوچیں۔ پھر اس کے لئے ایمان، اذعان اور استقلال سے مسلسل کام کریں

ویرحم اللہ عبداقال امینا!

ماہ رمضان المبارک ختم ہو کر شوال کا مہینہ شروع ہو رہا ہے۔ اس ماہ سے مدارس عربیہ کا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے۔ انقلاب احوال اور غلط اثرات کی وجہ سے عربی تعلیم بھی ویسی تو نہیں رہی، تاہم عربی مدارس اکثر جگہ موجود ہیں۔ اور بحمداللہ اپنی اپنی جگہ مقدور بھر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ہمارے قارئین کو معلوم ہے کہ جماعت اہل حدیث کے تبلیغی منصوبوں میں ایک بڑا منصوبہ۔ ایک مرکزی درسگاہ الجامعۃ السلفیہ کا قیام ہے۔ الحمدللہ اس نے اپنی عمر کے دو سال پورے کر لئے ہیں۔ اور یہ امر موجب صد مسرت ہے کہ اس سال وہ اپنی عمارت میں منتقل ہو رہا ہے۔

الجامعۃ السلفیہ کے نصاب تعلیم کی سب سے بڑی خوبی اس کی جامعیت ہے۔ اس میں نہایت مناسب طریقے سے جدید ضروریات کے مطابق مضامین کو درس نظامی میں سمو دیا گیا ہے۔

شوال میں داخلہ شروع ہے۔ ہر مکتب خیال کے طلبا کے لئے الجامعۃ السلفیہ کے دروازے کھلے ہیں۔